© rasailojaraid.com

شہید سلفیت

تحریر!
مولانا عبدالوہاب صاحب خلجی
ناظم اعلیٰ جمعیت اہلحدیث ہند

خالی ہیں جام و سبو تیرے بعد

موت ایک اٹل حقیقت ہے جس سے کسی کو رستگاری نہیں، اور وہ ہر متنفس کے لئے مقدر ہے۔ اس کے آہنی پنجہ سے نہ کوئی شاہ بچ سکا نہ کوئی فقیر، اس نے نہ کسی عالم و فاضل کو چھوڑا، اور نہ ہی متقی و پرہیزگار کو، اور موت ہی ہر انسان کا آخری انجام ہے۔

مگر بعض لوگوں کی موت صرف تنہا ان کی موت نہیں بلکہ ایک زمانے کی موت تصور کی جاتی ہے علامہ حافظ احسان الٰہی ظہیر کی موت صرف ایک زمانے کی نہیں بلکہ کئی زمانوں کی موت ہے اور پھر ایسی سعید و خوش بخت موت جس پر جس قدر بھی رشک کیا جائے کم ہے۔ ان کی موت سے دینی، دعوتی، تبلیغی، علمی، تحقیقی، فکری، سیاسی، سماجی، رفاہی، ملی اور قومی انجمن سونی ہوگئی اور ساتھ ہی ساتھ موجودہ تحریک اہل حدیث کا ایک اہم باب ختم ہوگیا۔

علامہ نے اپنے تعلیمی میدان ہی سے عملی کردار شروع کر دیا تھا، اور اللہ تعالیٰ نے موصوف کو علم و فضل سے جس قدر مالامال کیا اور نوازا تھا آپ نے اپنی مختصر حیات مستعار میں اس کا حق ادا کر دیا۔

انہوں نے ایک طرف قرآن و حدیث کی دعوت و تبلیغ اور سلفی افکار و نظریات کی ترویج و اشاعت شروع کی، تو دوسری طرف علم و تحقیق کا کام شروع کیا۔ ایک جانب جماعت اہل حدیث کی صفوں کی تنظیم و تعمیر کا بیڑا اٹھایا، دوسری جانب باطل و گمراہ کن جماعتوں کو للکارا۔ قلم اٹھایا تو باطل پرستوں اور گمراہ کن نظریات کے داعیوں کے ایوانوں میں زلزلے آگئے۔ شخصیت پرستی، پیر پرستی، قبر پرستی، تقلیدی ذہن، قادیانیت، مرزائیت، بہائیت۔ بابیت، بریلویت، صوفیت اور شیعیت کے وہ پردے چاک کئے کہ باطل کے پروردہ انگشت بدنداں رہ گئے کہ آخر ماجرا کیا ہے؟

آج سے کم و بیش تیرہ سال پہلے پاکستان کے عظیم ناقد و صحافی اور صف اول کے انشاء پرداز آغا شورش کاشمیری نے لکھا تھا۔

"علامہ احسان الٰہی ظہیر مدینہ یونیورسٹی سے فراغت پاکر لاہور آگئے تو جمعیۃ اہل حدیث نے اپنی

© rasailojaraid:com

© rasailojaraid.com

تاریخی مسجد چینیانوالی لاہور کی امامت آپ کے سپرد کی۔ علامہ صاحب ایک فاضل اجل نوجوان ہیں انہیں عربی میں مہارتِ تامہ حاصل ہے۔ آپ نے جماعت اہلِ حدیث کے ہفتہ وار اخبار کی ایڈیٹری کے فرائض انجام دینا شروع کئے۔ اس کے بعد اپنا ماہنامہ ترجمان الحدیث نکالا اور اس سے بری طرح قادیانیت کی خبر لی کہ اس کے ایوانوں میں کھلبلی مچ گئی۔ علامہ صاحب ایک شعلہ بیان خطیب، معجز رقم ادیب، بالغ نظر صحافی اور بہت سی زبانوں میں مہارتِ تامہ رکھنے کے باوجود دور رس نگاہ کے عالم متبحر ہیں۔

"علامہ صاحب فنِ خطابت کی نزاکتوں سے کما حقہ واقف ہیں اور ایک بلند پایہ خطیب ہیں۔"

(تحریکِ ختم نبوت، از: شورش کاشمیری ص۱۷۱، بحوالہ الاسلام لاہور)

یہ ہیں وہ الفاظ اس ناقد و مبصر دانشور اور صحافی کے جس کی نوک قلم سے بڑے بڑے خوفزدہ اور ہراساں رہتے تھے۔

ان تمام خوبیوں کے باوصف علامہ کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ کسی بھی جگہ رواداری و مداہنت سے کام نہ لیتے تھے اور ہر بات ببانگِ دہل اپنے پلیٹ فارم سے کہتے اور تقریر و تحریر پر ہر جگہ اپنے سلفی عقیدہ اور اہل حدیث مسلک کی چھاپ بظاہر نظر آتی۔

مسلک کی سربلندی، عقیدے کی نشر و اشاعت، جماعت کی سرفروشی، کتاب و سنت کی بالادستی ان کا ہدفِ حیات تھا۔ اور اس مقصد کیلئے تاحیات جدوجہد کرتے رہے۔

اہلِ حدیث کا تعارف مسلک کی شناخت کے لئے موصوف نے اپنے آپ کو صرف جماعتی حلقوں مجلسوں اور کانفرنسوں تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ اس کی حقانیت و صداقت کی وضاحت کے لئے ہر وسیلہ اختیار کر کے سیاسی جلسوں، عالمی کانفرنسوں اور شاہی اور جمہوری ایوانوں میں پورے زور و شور سے ترجمانی اور اپنی آواز بلند کی جو صرف انہیں کی جرأت و جسارت کا حصہ تھا۔

سیاسی معاملات میں بھی انھوں نے اپنا دامن مسلک و جماعت سے چھوٹنے نہیں دیا۔ اور ہر خاص و عام اجتماع میں یہ صدا بلند کی کہ دنیا میں امن و سلامتی، خوش حالی و خوشحالی اور حفظ و امان کے لئے کتاب و سنت کی حکمرانی ضروری ہے۔ فقہیات اور مخصوص مسالک کی دوڑ اس راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

انہوں نے اپنی تمام تر صلاحیتیں اور تحریری و تقریری قوتیں جس عظیم مقصد اور تاریخی مشن کے لئے صرف کیں اور اسی کی تکمیل کے لئے اپنے خون کا نذرانہ تک پیش کر دیا۔ جس نے مشہد بالاکوٹ کی یاد تازہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کردی اور ثابت کر دیا کہ یہ تحریک زندہ وجاوداں ہے اسے نہ کوئی دبا سکا اور نہ دبا سکے گا۔ اسی تحریک کی ثابت قدم، جرأت مند اور حیرت انگیز تاریخ بیان کرتے ہوئے جب فردوس بریں کی جانب رواں ہوئے تو ان کی زبان پر یہ شعر تھا ۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

اس شعر کے آخری الفاظ بے تیغ بھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ زباں پر تھے کہ بس، ع

خاموش ہو گیا چمن بولتا ہوا

علامہ رخصت ہو گئے وہ ہزاروں نہیں لاکھوں کو سسکتا ہوا چھوڑ گئے۔ ان کی بے وقت موت نہ صرف برصغیر کی جماعت اہلِ حدیث کا زبردست نقصان ہوا بلکہ اس سے عالمی تحریک اہلِ حدیث کو غیر معمولی دھچکا لگا ہے اور پوری اسلامی دنیا ایک نڈر، بے باک داعی اسلام سے محروم ہو گئی ہے ۔

چاندنی افسردہ ہے گل بے رنگ و بو، نغمے اداس
اک ترے جانے سے کیا بتلاؤں کیا کیا ہو گیا

بلاشبہ علامہ احسان الٰہی ظہیر کی زندگی امام احمد بن حنبل، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، علامہ ابن القیم الجوزیہ، شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب، شاہ اسماعیل شہید، مولانا ثناء اللہ امرتسری، سید داؤد غزنوی، امام العصر مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی اور علامہ محمد اسماعیل گوجرانوالہ کی تحریک سلفیت کی آئینہ دار تھی۔ ان کی تقریروں کی گھن گرج اور قلم کی جولانیاں اسی سلسلۃ الذھب کی ایک مضبوط کڑی تھی جس سے عمل وحرکت اور جدوجہد کا زریں باب مانا جائیگا۔

جماعت و مسلک سے تعلق، لگاؤ اور دلچسپی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ ہمہ وقت کوشاں تھے کہ جماعت اہلِ حدیث کسی طرح بھی کسی سے پیچھے نہ رہے اور اس کے افراد میں احساس کمتری پیدا نہ ہو۔ یہ جماعت اپنی دعوت و مشن کے ساتھ ساتھ ظاہری محاسن سے بھی بہرہ ور ہو۔ اسی غرض سے آپ نے اپنے رفقاء کے تعاون سے لاہور میں ستر لاکھ روپے میں وسیع و عریض اراضی خریدی تھی جس سے جدید ٹکنالوجی اور سائنسی ایجادات پر مشتمل ہر طرح کی سہولیات سے مہیا ایک عظیم الشان اہلِ حدیث مرکز کی تعمیر کا ارادہ تھا اور اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے بیس کروڑ روپے کی لاگت کا اندازہ تھا۔

جس مقصد کی تکمیل، جس مسلک کی سربلندی، جس نظام کی بالادستی، جس دعوت کی نشر و اشاعت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جس مشن کے تحفظ کے لئے علامہ نے اپنی حیات مستعار وقف کی ـــ یہ آپ کی سعادت مندی اور خوش قسمتی تھی کہ آپ کا انجام بھی اس سرزمین میں ہوا جہاں سے اس مشن کا آغاز ہوا۔ جہاں اس مشن کے ہر دستۂ اوّل کے جانباز، رفقائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حافظینِ سنّت، مجاہدینِ سلفیت، اولیاء و اتقیاء، واصفیاء واذکیاء اور صلحاء اسی عقیدہ ومسلک اور دعوت کے شیدائی ومتوالے خوابیدہ ہیں علامہ بھی انہیں کے پہلو میں جا سوئے۔ جس طرح دنیا میں مال و دولت، عزت وشہرت اور ہر قسم کی عیش کوشی سے سرفراز ہوئے اسی طرح ان کی آخری آرامگاہ جوارِ صحابہ کرام بنی ـــ

سب میسر کو دیتے ہیں جگہ آنکھوں میں
اس خاکِ راہِ عشق کا اعزاز تو دیکھو

علامہ رخصت ہوئے، وہ اور ان کے رفقاء جامِ شہادت نوش کر گئے۔ مگر ۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء کو خالص مذہبی "سیرت النبی کانفرنس" کے موقع پر آگ وخون کی جو ہولی کھیلی گئی اور جس بربریت و وحشی پن کا مظاہرہ ہوا، جن ضمیر فروشوں چنگیزی ذہنوں کے ایجنٹوں اور دعوتِ دین کے دشمنوں نے جس بزدلی اور بے غیرتی کا مظاہرہ کیا ہے وہ خود ایک لمحۂ فکریہ ہے۔

یہ کون ہیں؟ اس کے پیچھے کن کا ہاتھ ہے؟ ان کا مقصد وارادہ کیا ہے اور وہ کیا چاہتے ہیں؟

اگرچہ یہ المناک واقعہ بذاتِ خود حکومتِ پاکستان کے لئے عار کا باعث ہے اور اسلام کے نام پر بدنما داغ ہے مگر یہ بھی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان بزدلوں چنگیزوں، سفاکوں اور قاتلوں کا پتہ لگائے اور پہلی فرصت میں گرفتار کر کے ان کو کیفر کردار تک پہنچائے۔ تاکہ آئندہ کسی کو ایسی حرکتِ بزدلانہ کی جرأت نہ ہو۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر اور رفقائے کرام مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی، مولانا عبدالخالق قدوسی، محمد خاں نجیب کی شہادت سے پوری دنیا میں صفِ ماتم بچھ گئی۔ وقت کی تنگ دامنی اور جریدہ کے صفحات کی قلت کے پیشِ نظر ہم صرف ان تمام حضرات کی دینی، مسلکی، علمی اور دعوتی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے بار الٰہ العالمین میں دست بدعا ہیں کہ وہ ان کے درجات بلند کرے اور ان کی لغزشوں کو نیکیوں سے بدل کر فردوس بریں میں ان کا ٹھکانہ بنائے اور جماعت کو ان کا نعم البدل عطا کرے۔ آمین

© rasailojaraid:com